خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر اتنا کامل یقین تھا کہ اس کی کوئی نظیر انبیاء کی زندگی میں نہیں ملتی

اللہ تعالیٰ کی صفات حافظ اور حفیظ کے متعلق قرآنی آیات، احادیث اور الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کی وضاحت

سکائی ڈیجیٹل سروس پر ایم ٹی اے کی نشریات کے آغاز اور ایم ٹی اے کے نئے رابطوں کا ذکر

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۷ر ستمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۷ر تبوک ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ . لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ .لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ . مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَايُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ. وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا. وَهُوَالْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾.(سورة البقره :۲۵۶)

آیت الکرسی کی مَیں نے تلاوت کی ہے اور جیسا کہ مضمون کھلے گا آج دراصل حَافِظ اور حَفِیْظ صفات باری تعالیٰ پر خطبہ ہوگا اور یہ خداتعالیٰ کی حفاظت کی تمام آیات میں سے سب سے نمایاں ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

پہلے مَیں حَافِظ اور حَفِیْظ کا لغوی ترجمہ کر دیتا ہوں۔ حَفِظَ الْمَالَ وَالسِّرَّ حِفْظًا رَعَاهُ۔ مال اور راز کی حفاظت کی، اس کا خیال رکھا۔ پس حفاظت میں صرف مال جان کی حفاظت نہیں بلکہ راز کی حفاظت بھی شامل ہے۔ يُقَالُ فُلَانٌ حَفِيْظُنَا عَلَيْكُمْ وَحَافِظُنَا۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہماری طرف سے تم پر حفیظ یا حافظ یعنی نگران ہے۔ اَلْحَافِظُ وَالْحَفِيْظُ اَلْمُوَكَّلُ بِالشَّيْءِ يَحْفَظُهٗ ۔حافظ اور حفیظ کا مطلب ہے ہر وہ شخص جس کے سپرد کسی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے مگر یہاں اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود حفاظت فرماتا ہے، اس کے سپرد حفاظت نہیں کی جاتی۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں اس ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی سورۃ المومن کی پہلی آیات اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک اور آیت الکرسی صبح کے وقت پڑھے گا تو وہ ان دونوں کی بدولت شام تک حفاظت میں رہے گا اور اگر کوئی یہ دونوں شام کے وقت پڑھے گا تو صبح ہونے تک وہ ان دونوں کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں رہے گا۔

اسی طرح ترمذی کتاب فضائل القرآن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک چوٹی کا حصہ ہوتا ہے اور قرآن کی چوٹی کا حصہ سورۃ البقرہ ہے۔ اس میں ایک ایسی آیت ہے جو تمام قرآنی آیات کی سردار ہے۔ وہ آیت الکرسی ہے۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر ایک عیب سے پاک۔ تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ موصوف۔ جس کا نام ہے اللہ۔ اس کے بغیر کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کا مستحق نہیں۔ دائم اور باقی تمام موجودات کا مدبر اور حافظ جس کو کبھی سستی، اونگھ اور نیند نہ ہو۔ اُسی کے تصرف اور مِلک اور خلق میں ہیں۔ آسمان و زمین اُسی کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہیں۔ کوئی بھی نہیں کہ اس کی کبریائی، عظمت کے باعث اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا کسی کی سپارش بھی کر سکے۔ پس کسی کو مقابلہ و حمائت کی تو کیا سکت ہو گی۔ وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا اور جو کچھ گزر چکا ہے۔ موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے۔ کوئی بھی اس کے علم سے کسی چیز کا اس کی مشیت کے سوا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کا کامل علم آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا۔ وہ شریک اور جوڑ سے بلند ہے۔"

(تصديق براہين احمديه. صفحه ۲۵۳،۲۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ . لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ﴾ یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ "نہ اس پر اونگھ طاری ہوتی ہے نہ نینداسے پکڑتی ہے۔ وہ حفاظت مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا"۔ (پرانی تحریریں صفحه ۱۲)

چشمۂ معرفت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

"یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں اور وہ اُن سب کو اٹھائے ہوئے ہے، اُن کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کنہ تک پہنچ نہیں سکتی"۔

اب کرسی کے متعلق یہ تصور ہے کہ کرسی پر بیٹھا جاتا ہے مگر یہاں کرسی سے مراد ہرگز خداتعالیٰ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں بلکہ کرسی کو خداتعالیٰ اٹھائے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں جو جاہل علماء ہیں ان کی تفسیریں بھی حیرت انگیز ہیں۔ ایک عالم سے کسی نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں میز اور کرسی بھی ہوا کرتی تھی۔ اس نے جواب دیا: جاہل! قرآن کریم میں آیت الکرسی کبھی نہیں پڑھی تم نے؟ تو یہ علماء کا حال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں نئی روشنی بخشی ہے اور آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے، سب سے بڑا احسان کہ آپؑ نے قرآن کا سچا علم ہمیں عطا کیا۔

فرماتے ہیں:

"وہ اُن سب کو اٹھائے ہوئے ہے، اُن کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کنہ تک پہنچ نہیں سکتی اور نہایت بڑا ہے۔ اس کی عظمت کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ یہ ہے ذکر کرسی کا اور یہ محض ایک استعارہ ہے جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ زمین و آسمان سب خدا کے تصرف میں ہیں اور ان سب سے اس کا مقام دُور تر ہے اور اُس کی عظمت ناپیدا کنار ہے"۔ (چشمه معرفت. صفحه ۱۱۰. حاشيه)

ایک اور جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملفوظات میں سے یہ عبارت درج ہے:

"یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اُن کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا اُن کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اُس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور اُن کی خود حفاظت فرماتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحه ۲۴۵)

اب سورۃ الانعام کی ایک آیت ہے ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً. حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾۔(الانعام:۶۲)

اس کا سادہ ترجمہ ہے کہ:اور وہ اپنے بندوں پر جلالی شان کے ساتھ غالب ہے اور وہ تم پر حفاظت کرنے والے (نگران) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اسے ہمارے رسول (فرشتے) وفات دے دیتے ہیں اور وہ کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔

اس ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر کے موقعہ پر فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے جس نے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے اور جنگی ہتھیار پہنے ہوئے ہیں۔(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

اب یہ ایک کشفی نظارہ تھا اس کو ظاہر پر محمول تو نہیں کیا جا سکتا لیکن جس جبرائیل نے آنحضرت ﷺ پر وحی کی تھی اور وہ امین تھا اسی کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حفاظت کرے اور یہ جو کشفی نظارہ دکھایا گیا تھا اس کا یہی مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس نے قرآن اتارا ہے اس نے جبرائیل کو آپؐ کی حفاظت پر مقرر فرمادیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو جنگ احد میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو آدمی ہیں جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ کی طرف سے لڑ رہے ہیں اور اس شدت کے ساتھ لڑتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو ایسی شدت اور بہادری سے لڑتے ہوئے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا(صحیح بخاری کتاب المغازی)۔یہ بھی کشفی نظارہ ہے جس کا ظاہری یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ کے فرشتے آسمان سے اترے ہونگے بلکہ ایک ایسا نظارہ ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کو یہ تسلی دینی مقصود تھی کہ آپ کا پیغام کبھی ضائع نہیں ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگی مہم پر نجد کی طرف گئے جب حضورؐ صحابہ کے ساتھ واپس آئے تو وہ بھی حضورؐ کے ساتھ واپس لوٹے۔ قافلہ دوپہر کو ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔ آپؐ نے وہیں پڑاؤ فرمایا۔اور لوگ بکھر کر مختلف درختوں کے سائے میں آرام کے لئے چلے گئے۔ آنحضرتؐ ایک کیکر کے درخت کے نیچے (آرام کے لئے) چلے گئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکادی۔ ہم سب سو گئے۔اچانک کیا سنتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں بلارہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک اَعرابی کھڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔اس نے سوتے میں مجھ پر میری تلوار سونت لی تھی اور جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار اس کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی۔یہ کہنے لگا کہ تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا:اللہ!۔(اب) یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔(راوی کہتے ہیں کہ) حضورؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (بخاری، کتاب المغازی باب غزوۃ الرقاع)

اب اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اللہ تعالیٰ سوتے جاگتے حفاظت فرماتا تھا اور اتنا کامل یقین تھا اللہ کی حفاظت پر کہ ایک اعرابی تلوار سونتے سر پر کھڑا ہے پوچھتا ہے کون تجھے بچا سکتا ہے فرمایا اللہ۔ لیٹے لیٹے کوئی بھی تردّد ذرہ بھر بھی نہیں ہوا۔ تو خدا کی حفاظت تو ہے، پر حفاظت پر اتنا کامل یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا کہ اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”انسان جب سے پیدا ہوا ہے اپنی نگہبانی کے سامان مہیا کر رہا ہے۔ موت سے بچنے کے لئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بی بی کو اپنا جوڑا بنایا تا مَیں نہ رہوں تو اولاد ہی رہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے ﴿اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ جب موت آتی ہے ہمارے فرستادے رُوح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر رُوح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا ﴿ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ﴾ (الانعام:۶۳) پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں آخرت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ثبوت میں دنیا کی مشکلات کی نجات کے لئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے“۔(ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۲۶/ اگست ۱۹۰۹ء)

اب سورۃ ھود کی آیت ۵۸ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا. اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾۔پس اگر تم پھر جاؤ تو مَیں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ مَیں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔

اب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کامل پیغمبر ہونے کا ثبوت ہے کہ انتہائی خطرناک مواقع پر سب سے آگے لڑنے سے آپ نے کبھی پرواہ نہیں کی، پیچھے نہیں ہٹے۔ خطرناک جنگوں میں بھی آپ سب سے آگے رہے لیکن کامل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ جب تک قرآن کریم کی وحی مکمل نہیں ہو جاتی اس وقت تک میری ضرور حفاظت فرمائے گا۔اتنے بڑے خطرات میں سے آپ کا گزر کے جانا اور وحی کا مکمل ہو جانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے جس کی کوئی مثال دوسری جگہ دکھائی نہیں دیتی۔

اس سورت میں ہے پس اگر تم پھر جاؤ تو مَیں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا۔اب جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دی گئی تھیں سورۃ ھود کے نزول تک وہ آپ نے سب باتیں پہنچا دی تھیں۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو میرا اللہ تمہارے سوا دوسری قوم کو مقرر کر دے گا۔یہ تو ناممکن ہے کہ یہ وحی مکمل نہ ہو اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت نہ فرمائے۔

اب سورۃ الرعد کی آیت ۱۲۔﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ . اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ.وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾(سورۃ الرعد:۱۲)۔اس کے لئے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں ہے ﴿يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر درس کے دوران یہ بتایا کہ اس کا ایک مطلب ہے جو اس سے پہلے روشن نہیں ہوا۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰه کی بجائے عربی محاورہ ہونا چاہئے بِاَمْرِ اللّٰه۔ اللہ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ بِاَمْرِ اللّٰه کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰه اس وقت استعمال ہو سکتا ہے جب اس کے دونوں معنے بیک وقت لئے جائیں کہ اللہ کی تقدیر سے، اللہ کے اذن کے ساتھ ہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے درس کے دوران اچانک میری جس طرح نظر بند ہو جاتی ہے اس موقع پر بے اختیار یہی مضمون میرے سامنے آیا اور جب مَیں نے اس کی گہرائی پہ غور کیا تو دیکھا وقعۃً اللہ کے حکم سے اللہ ہی بچا سکتا ہے، اللہ کے حکم سے کوئی اور نہیں بچا سکتا۔

پھر ہے یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں۔ یہاں اچھی سے بری حالت مراد ہے۔ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نصرت عطا فرماتا ہے، کوئی نور عطا کرتا ہے تو جب تک وہ خود اس سے منہ نہ پھیر لیں تو قوم کی حالت نہیں بدلتی، جب وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان کی حالت تبدیل کرتا ہے، پہلے نہیں۔ ﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ اس کے معاً بعد پھر یہ ہے ﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا﴾۔ پھر جب وہ اپنی حالت خود تبدیل کر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے برائی کا ارادہ فرماتا ہے۔

تو یہ ایک تسلسل ہے جس کو غور سے دیکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے ارادہ سے کسی قوم پر برائی نازل نہیں کرتا جب تک وہ پہلے اپنے ارادہ سے اپنے اوپر برائی نازل کرنے کا فیصلہ نہ کر لیں۔ ﴿فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ جب یہ ہو جائے تو پھر اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا ﴿وَمَالَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾ اور خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی خلیفہ مقرر ہوا ہے مگر اس کے لئے دو خفیہ محافظ ہوتے ہیں۔ ایک اس کو نیکی کی تحریک کرتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا اس کو شر کی ترغیب دینے کی کوشش کرتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے لیکن انبیاء پر وہ شر کی ترغیب دینے والا غالب نہیں آیا کرتا۔ وہی اللہ تعالیٰ ہی اس کو بچا لیتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے پھر اس کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔

(مسند احمد بن حنبل، الجزء الثالث صفحہ ۳۹)

"ابن ہشام کہتے ہیں کہ فَضَالَه بِن عُمَير بن مَلوح لَيْثِي نے ارادہ کیا کہ حضورؐ کو شہید کردیں۔ اور جب حضورؐ کے قریب پہنچے اور آپؐ اُس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: فضالہ ہیں؟۔ عرض کیا: حضور! ہاں، مَیں ہوں۔ فرمایا: خدا سے مغفرت مانگو۔ اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے اُن کے دل کو تسکین ہوئی۔

فَضَالہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے میرے سینے پر ہاتھ رکھنے سے حضورؐ کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہو گئی"۔ (سیرت ابن ہشام (اردو) جلد دوم۔ صفحہ ۲۰۶)

اب یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معجزہ تھا جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ جو خونی دشمن تھے وہ جان فدا کرنے والے، نثار کرنے والے دوست بن گئے۔

غزوۂ احد کا حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بہت ہی عجیب واقعہ ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے مقرر فرماتا تھا کشفی طور پر تو فرشتے بھی تھے اور ظاہری طور پر عملاً فرشتہ وجود لوگ تھے۔ ان میں سے سب سے زیادہ عجیب واقعہ حضرت ابو طلحہؓ انصاری کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے اس طرح، ڈھال سے آڑ کئے، سینہ تانے کھڑے تھے کہ آپؐ کی طرف جو تیر آئے اُس کی آماجگاہ وہ خود بنیں۔ آپ نہایت جوش میں یہ شعر بھی ساتھ ساتھ پڑھ رہے تھے:

نَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَآء   وَ وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاء

کہ میری جان آپؐ کی جان پر قربان اور میرا چہرہ آپؐ کے چہرہ کی سپر ہو۔

آپ تیر دان میں سے تیر نکال کر ایسا جوڑ کر مارتے کہ مشرکوں کے جسم میں پیوست ہو جاتے۔ جب آنحضرت ﷺ یہ تماشا دیکھنے کے لئے سر اٹھاتے تو حضرت ابو طلحہؓ حفاظت کے لئے سامنے آجاتے اور کہتے نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ۔ میرا گلا آپؐ کے گلے سے پہلے حاضر ہے، یعنی آپ کی حفاظت کی خاطر میرا گلا آپ کے گلے سے پہلے حاضر ہے۔ آنحضرت ﷺ اس جان نثاری اور سر فروشی سے خوش ہو کر فرماتے کہ فوج میں ابو طلحہؓ کی آواز سو آدمیوں سے بہتر ہے"۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد سوم۔ صفحہ ۲۸۶)

حضرت ابو طلحہ نے احد میں نہایت پامردی سے مشرکین کا مقابلہ کیا۔ وہ بڑے تیر انداز تھے۔ اس دن دو تیر کمانیں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں۔ اس وقت ان کے سامنے دو قسم کے خطرے تھے۔ ایک مسلمانوں کی شکست کا خیال اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا مسئلہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے گرد و پیش اس وقت صرف چند آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے اس جانثاری سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی کہ جس ہاتھ سے بچاؤ کرتے تھے وہ شل ہو گیا مگر انہوں نے اُف نہ کی۔ اب آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں حضرت ابو طلحہؓ کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لئے ماؤف ہو کے جس طرح فالج ہو جاتا ہے لٹکا ہوا تھا۔

صحیح بخاری کتاب المغازی ۔ طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَیں میدان جنگ میں مقداد بن اسود کے ساتھ اس غرض سے ہو لیا کہ میدان جنگ میں مَیں اُس کے ساتھ ساتھ رہوں۔ اس دوران وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور دیکھا کہ حضورؐ کافروں کے خلاف بد دعا کر رہے ہیں۔ اس پر مقدادؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ تُو اور تیرا ربّ جاؤ اور لڑو۔ بلکہ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آپؐ کے سامنے بھی لڑیں گے اور آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ اس پر حضورؐ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور آپؐ بہت خوش ہوئے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

اب صحابہ کی یہ جانثاری جو ہے يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ کے مطابق ہے۔ حیرت انگیز قربانیاں دی ہیں۔

اب ایک سورۃ یوسف کی ۶۵ویں آیت ﴿قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ. فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ﴿قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ﴾ کیا مَیں تمہارے سپرد کر دوں اس کو اس طرح جس طرح مَیں نے اس سے پہلے تمہارے سپرد اپنے بیٹے یوسف کو کیا تھا۔ اصل میں مجھ تمہاری حفاظت کا کوئی بھروسہ نہیں ﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہترین حفاظت کرنے والا اور وہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لقمان حکیم یہ کہا کرتے تھے کہ جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، الجزء الثانی صفحہ ۸۷)

جب کوئی چیز اللہ کی حفاظت میں دی جاتی ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ویسے محاورۃً کوئی کہہ دے کہ اللہ کی حفاظت میں۔ مراد یہ ہے کہ سچے دل اور سچی جان سے ہر قسم کے خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک انسان خدا کے سپرد کرے کہ تو ہی میری حفاظت کرنے یا میری اولاد کی حفاظت کرنے والا ہے تو بلا شبہ خدا تعالیٰ ضرور پھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔

سورۃ الحجر آیات ۱۷ تا ۱۹ ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ. اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ اور یقیناً ہم نے آسمان میں ستاروں کی منازل بنائی ہیں اور اس (آسمان) کو دیکھنے والوں کے لئے مزیّن کر دیا ہے اور اس کی ہم نے ہر ایک دھتکارے ہوئے شیطان سے حفاظت کی ہے سوائے اس کے جو سننے کی کوئی بات اچک لے تو آگ کا ایک روشن شعلہ اس کا تعاقب کرتا ہے۔

اب آپ جو شہاب ثاقب کو دیکھتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا حفاظت کا انتظام ہے۔ وہ جو شعلہ ہے وہ اس لئے انسان کی حفاظت کرتا ہے کہ اس شعلہ کے ساتھ وہ بڑا بھاری پتھر کا ٹکڑا جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ تو یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس کے پیچھے شعلہ کو لگا دیا جیسے شعلہ پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہو اور اس وقت تک بھاگتا رہتا ہے جب تک وہ جل کر خاکستر نہ ہو جائے۔ اور یہ نظام جو ہے سماء الدنیا کا یہ حیرت انگیز ہے۔ تمام ریڈیائی لہروں سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ زمین کے اوپر سات آسمان ہیں۔ ان سات آسمانوں میں ہر آسمان ایک حفاظت کے لئے مقرر ہے اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اوزون (O-Zone) جو آکسیجن کی ایک قسم ہے جو بہت بھاری ہے وہ زمین پر رہنے کی بجائے اوپر رہتی ہے۔ کیوں ایسا ہوا؟ اس لئے کہ O-Zone کے ذریعہ آسمان سے اترنے والی ریڈیائی شعاعوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور اگر O-Zone اوپر نہ ہوتی تو یہ حفاظت ناممکن تھی۔ تو بظاہر عقل یہ کہتی ہے کہ بھاری گیس ہونے کی وجہ سے اس کو نیچے ہونا چاہئے مگر وہ اوپر ہے اور ہر دفعہ وہ ٹوٹ کے بکھرتی ہے اور گویا بنی نوع انسان کو بچانے کے لئے اپنی جان فدا کر دیتی ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر اس کو دوبارہ O-Zone میں جوڑ دیتی ہے۔ یہ بہت ہی باریک اور پیچ دار نظام ہے، انسان ہر وقت غافل ہے مگر اس کو پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کی حفاظت کے لئے سامان کر رہا ہے اگر یہ سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو انسان کیا زندگی کی کوئی جنس بھی اس دنیا میں بچ نہیں سکتی تھی۔

اب سورۃ انبیاء میں حضرت سلیمانؑ کے تعلق میں ایک بیان ہے ﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ. وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۸۳)۔ اور شیطانوں میں

سے وہ تھے جو غوطہ مارا کرتے تھے ﴿وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ اور حضرت سلیمانؑ کی خاطر اس کے علاوہ بھی بھاری بھاری کام کیا کرتے تھے ﴿ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ اور ہم ان شیطانوں کی حفاظت کراتے تھے۔

اب دیکھو شیطانوں کی حفاظت سے کیا مراد ہے۔ شیطان اگر وہ ظاہری شیطان ہوتا جو آگ کا ہے تو غوطہ مارتے ہی ختم ہو جاتا۔ اس میں صریح اشارہ ہے کہ شیطان سرکش قومیں تھیں، سرکش قوموں کے افراد تھے اور وہ جب حضرت سلیمان کی خاطر غوطے لگا کر موتی بھی نکالتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کی حفاظت کرتا تھا ورنہ ان کے لئے ممکن نہ ہوتا کہ وہ گہرے سمندروں میں اتر کر غوطہ لگا کر موتی نکالتے۔ اور اس کے علاوہ بھی بھاری بھاری کام حضرت سلیمانؑ کے لئے سرانجام دیتے تھے ﴿وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ اب یہ غور طلب بات ہے کہ وہ کس قسم کے شیطان تھے جن کی اللہ حفاظت فرماتا ہے۔ پس وہ انسانی شیطان ہی تھے یعنی سرکش قومیں تھیں اس کے سوا ان کو شیطان کہنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔

پھر سورۃ سبا آیت نمبر ۲۲ ﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾ اور اسے ان پر کوئی غلبہ نہیں تھا مگر ہم یہ چاہتے تھے کہ اسے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اس سے ممتاز کر دیں جو اس کے بارہ میں شک میں مبتلا ہے اور تیرا رب ہر چیز پر حفیظ ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض دعائیں اور بعض الہامات جن میں حفیظ اور حفظ کا ذکر ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے تین حدیثیں ہیں وہ مَیں پہلے بیان کر دوں، پھر مَیں الہامات کی طرف آؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے: مَیں خدائے عظیم کی، اُس کی ذاتِ کریم کی اور اس کے سلطانِ قدیم کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے۔ حضورؐ نے فرمایا: بس۔ مَیں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص یہ دعا مانگتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج سارا دن یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

اب مسجد میں داخل ہونے کی جو دعائیں ہیں وہ بہت سی ہیں ان میں ایک دعا تو یہ ہے کہ پہلے دُرود پڑھیں اس کے بعد کہیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے نوازے، اپنی رحمت مجھے عطا کرے اور رحمت سے مراد روحانی نعمتیں ہیں اور نکلنے کے وقت اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ داخل ہوتے وقت الفاظ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ نکلتے ہوئے یہ الفاظ ہیں، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ اَبْوَابَ فَضْلِكَ سے مراد ظاہری دنیا کی دولتیں اور سامان ہیں۔ یعنی دنیاداروں والی دولتیں نہیں مگر نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دولتیں عطا ہوتی ہیں۔ پس یہ دعا بھی یاد رکھا کریں، اس سے مَیں نے بہت استفادہ کیا ہے اور آپ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اس دعا کو یاد رکھیں

خدا تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات دُور فرما دے گا۔

دوسری حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز وہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ حضورؐ نے ان کو فرمایا: اے لڑکے! مَیں تمہیں چند دعائیہ کلمات سکھاتا ہوں: اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اُس کی حفاظت میں رہ، وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تُو اللہ تعالیٰ کو یاد کر تو تُو اُسے سامنے پائے گا اور اگر کچھ مانگنا ہو تو خدا سے مانگ۔ جب کوئی مدد چاہنی ہو تو خدا سے مدد چاہو۔ اور یاد رکھ کہ سب لوگ جمع ہو کر اگر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ چھوڑا ہو۔ اور اگر یہ جمع ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی ایسی ہو۔

(مسند احمد بن حنبل۔ الجزء الثانی۔ صفحہ ۱۹۸)

ایک حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا کی: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس کے ذریعہ مَیں اپنے ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور پھر یہ دعا کی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا جس کے ذریعہ مَیں اپنے ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بطور صدقہ دے دیا تو وہ زندگی اور موت (دونوں حالتوں) میں اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت اور اس کی پردہ پوشی میں ہوگا۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ بیان فرمائی۔

سنن ابن ماجہ۔ الجزء الثانی۔ کتاب اللباس)

اب یاد رکھنا چاہئے کہ پرانے کپڑے دینے سے مراد یہ نہیں ہے کہ بودے اور کھدے ہو چکے ہوں اور کسی کام کے نہ ہوں تو پھر کسی غریب کو دئے جائیں۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت اس سے واضح طور پر منع فرما رہی ہے کہ کوئی چیز کسی کو ایسی نہ دو کہ اگر وہ تمہیں دی جائے تو شرم سے تمہاری نظریں نیچے جھک جائیں۔ تو ہرگز پھٹے پرانے کپڑے غریب کو نہیں دینے چاہئیں۔ اس کو بیشک پھینک دیں مگر وہ خدا کی خاطر غریب کو نہیں دئے جا سکتے۔ ہاں پھٹے پرانے کپڑے کی بجائے استعمال شدہ کپڑے ہوں جو صحیح حالت میں ہوں اور ایسے ہوں کہ اگر آپ کو دئے جائیں تو آپ کی نظر شرم سے نیچی نہ ہو بلکہ آپ خوشی سے اسے قبول کریں تو پھر بے شک آپ وہ کپڑے دے دیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی کہ آپ اپنے استعمال شدہ کپڑے غریبوں کو دے دیا کرتے تھے مگر وہ کپڑے اچھی حالت میں ہوا کرتے تھے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ ۔ قُلِ اللّٰهُ حَافِظُهٗ عِنَايَةُ اللّٰهِ حَافِظُكَ. نَحْنُ نَزَّلْنَاهُ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ . اَللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ"۔ "مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھا دیں۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے"۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۱۰۷)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کتنے خطرات درپیش تھے۔ آپ کے تو ایک بھی پہرہ دار نہیں ہوا کرتا تھا۔ ڈیوڑھی کھلی رہتی تھی۔ آج دیکھیں کتنے پہرہ دار ہمارے پھر رہے ہیں لیکن وہ حفاظت جو مسیح موعودؑ کی حفاظت تھی ویسی حفاظت تو کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ سب سے بڑے خطرناک دنوں میں جبکہ لوگ قتل کا ارادہ کر کے قادیان آئے تو آپ نے ایک پہرہ دار کو بھی مقرر نہیں کیا کہ وہ رستہ روک کے کھڑا ہو۔ بے دھڑک آ سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کس شان سے آپ کی حفاظت کرتا تھا اس کا ایک واقعہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ دے رہے تھے کہ ایک مسمریزم کرنے والا آیا اور اس نے مسجد میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مسمریزم کرنے کی کوشش کی اور یہ سوچا کہ آپ نعوذ باللہ من ذلک ناچنے لگ جائیں گے۔ اس کا خیال تھا کہ جب ناچیں گے تو سب لوگ تتر بتر ہو جائیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے جو لوگوں کے سامنے ناچ رہا ہے۔ تو اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے دو خوفناک شیر نظر آئے جو دھاڑنے کے لئے تیار تھے اور اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ وہ ایسا بھاگا مسجد سے کہ جوتیاں بھی وہیں چھوڑ گیا۔ بعد میں لوگوں کی توجہ ہوئی اور دوڑ کے اس کے پیچھے گئے اور اس کو پکڑا تو پھر اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

تو اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے مقرر فرماتا ہے اور دو جو مقرر ہوتے ہیں یہ بھی عجیب واقعہ ہے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ابوجہل کے مقابل پر رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کہ

دو اونٹنیاں آنحضرت ﷺ کے پیچھے تھیں جو ابو جہل کو پھاڑ دینے کے لئے تیار تھیں اور جیسے دیوانی اونٹنیاں ہوں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابو جہل کو حلف الفضول یاد کرایا اور کہا اس غریب کے پیسے دے دو۔ چپ کر کے اس نے پیسے دے دئے۔ تب تعجب سے اس کے ساتھیوں نے بعد میں پوچھا کہ اے جاہل تم ہم سے تو کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ یعنی (حضرت) محمد کی مخالفت کرو اور ہر پیسہ مار جاؤ اور ہر چیز کھا جاؤ تم نے یہ کیا کیا۔ اس نے کہا میں نے یہ نظارہ دیکھا تھا۔ اگر میری جگہ تم بھی ہوتے تو کبھی بھی تم اس حکم کا انکار نہ کر سکتے۔ پس یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ کا یہ مطلب ہے۔ اللہ کے حکم سے، اللہ ہی کی تقدیر کے خلاف مگر اللہ کے حکم سے وہ حفاظت کرتا ہے اپنے انبیاء کی اور اپنے پیاروں کی۔

اب الہامات ہیں۔ اِنّی نَاصِرُكَ. اِنّی حَافِظُكَ ". میں تیری مدد کروں گا، میں تیری حفاظت کروں گا"۔(تذکرہ صفحہ ۸۲)

اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نُعِزَّكَ وَنَحْفَظَكَ". ہم تجھے عزت دینا چاہتے ہیں اور تیری حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔(الحکم۔ 24/اگست ۱۹۰۰ء و تذکرہ۔ صفحہ ۳۷۶)

پھر ایک الہام ہے ۱۹۰۰ء کا۔ "اَللّٰهُ حَافِظُه. عِنَايَةُ اللّٰهِ حَافِظُهٗ"۔ خدا اس کا نگہبان ہے ، خدا کی عنایت اس کی نگہبان ہے۔ ہم نے اس کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں خدا بہتر نگہبانی کرنے والا ہے اور وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ کفر کے پیشوا تجھے ڈرائیں گے تُو مت ڈر کہ تو غالب رہے گا۔
(اربعین نمبر۲ صفحہ ۶۔۸)

اِنّیْ لَایَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ. اِنّی حفیظٌ. اِنّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں۔ میں نگہ رکھنے والا ہوں (میں حفیظ ہوں) میں اپنے رسولوں کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔(دافع البلاء۔ صفحہ ۵ تا ۸۔تذکرہ۔ صفحہ ۴۲۱)

اب اس کے بعد میں ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ آج کے جمعہ پر یہ بہت ہی برکت والا اعلان کرنے کی میں توفیق پا رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں تو ۱۹۹۶ء سے ہی ڈیجیٹل نشریات جاری ہیں جبکہ گزشتہ سال سے یورپ اور ساؤتھ پیسیفک کے ممالک کے لئے بھی ڈیجیٹل سروس شروع کی جاچکی ہے۔ اور اب ایشیاء، آسٹریلیا اور افریقہ کے ممالک کے لئے یہ نشریات شروع کر دی گئی ہیں۔ الحمد للہ کہ اس طرح پانچوں براعظموں سے ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات پہنچ رہی ہیں اور دیکھی سنی جاسکتی ہیں۔

ایک اور عظیم الشان اعلان یہ ہے۔ سکائی ڈیجیٹل سسٹم۔ سیٹلائٹ کی دنیا میں سکائی ڈیجیٹل سسٹم سب سے زیادہ دیکھا جاتا ہے اور بہت ہی مقبول ہے۔ اس کے ناظرین کی تعداد کم از کم ساٹھ لاکھ ہے لیکن اندازہ ہے اور خیال ہے کہ ایک کروڑ تک بھی ہو سکتی ہے۔ ان سب ناظرین تک ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کے لئے سکائی کے ساتھ معاہدہ تکمیل پا چکا ہے اور آج سات ستمبر ۲۰۰۱ء کے جمعۃ المبارک سے یہ نشریات شروع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

Broadband Video Streaming ٹیکنالوجی کے استعمال سے جلسہ سالانہ یو۔ایس۔اے اور جلسہ سالانہ کینیڈا کی کارروائی براہ راست ایم ٹی اے پر نشر کی گئی۔ اس ذریعہ سے انشاء اللہ مختلف ممالک سے لوگ آئندہ مجالس سوال وجواب اور دوسرے پروگراموں میں براہ راست شمولیت کر سکیں گے اور لائیو نیوز رپورٹنگ (Live News Reporting) بھی ممکن ہو سکے گی۔ شعبہ نیوز کے لئے نئی خبر رساں ایجنسیوں سے معاہدے ہو چکے ہیں۔ امسال دنیا کی دوسری سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی AFP ایسو سی ایٹڈ فرانس پریس کے ساتھ ایم ٹی اے کا معاہدہ طے پا چکا ہے جس کے نتیجہ میں AFP پر تازہ ترین باتصویر خبریں نشر کی جاسکیں گی۔ نیز زن ہوا (Xinhua) ایجنسی کے ساتھ بھی جو چینی ایجنسی ہے اب تصویری خبروں کا نیا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جزا دے سید نصیر شاہ صاحب کو جنہوں نے بہت عظیم الشان خدمت سر انجام دی ہے اور اب ساری دنیا میں جو سکائی ڈیجیٹل کے کروڑوں آدمی ہیں وہ ذرا گھمائیں گے اپنی Knob کو تو اس پر MTA دکھائی دینے لگے گا۔ اور ایک دم تو براہ راست سکائی پر نہیں جا سکتے۔ پوچھتے ہیں دیکھتے ہیں کہاں آرہا ہے۔ اس کے ساتھ ایم ٹی اے بھی آجائے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ اس کے ذریعہ احمدیت کا پیغام دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سید نصیر شاہ صاحب کو بہترین جزا عطا فرمائے بہت ہی محنت کر رہے ہیں اور بڑی حکمت سے کام کر رہے ہیں۔